نظم

مولانا مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب حالی

جو

اُنھوں نے اجلاس ہفتم محمدن ایجوکیشنل کانفرنس مقام دہلی مین پڑہی

نظم

مولانا مولوی حافظ نذیر احمد صاحب

جو

اُنھوں نے قبل شروع اپنے لکچر کے اجلاس محمدن ایجوکیشنل کانفرنس مقام دہلی مین پڑہی

متعلق

اجلاس ہفتم محمدن ایجوکیشنل کانفرنس مقام دہلی

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

نظم

مولانا مولوی حافظ نذیر احمد صاحب

متعلقہ اجلاس ہفتم محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

۱۸۹۲ء

مسلمانون اگر تم مین ہے کچھ فکر رسا باقی / تو بول اوٹھو کہ ہے اسلام کے مٹنے مین کیا باقی

شجاعت تھی تو وہ ہمسے گئی گذری ہوئی بالکل / نہ اب وہ ملک گیری ہے نہ وہ حرب غزا باقی

نہ ہمت ہے نہ جرأت ہے نہ چستی ہے نہ چالاکی / نہ خو زحمت اوٹھانے کی نہ زور دست و پا باقی

خدا جانے وہ کیسی سلطنت تھی کیا تھا کیونکر تھی / ق کہ تاریخی کتابون مین ہے جس کا تذکرہ باقی

یہ ٹوٹی پھوٹی گنتی کی ریاست ہای اسلامی / جنھین روئی زمین پر دیکھتے ہو جا بجا باقی

مگر اس سطوت کبریٰ کی چندی یادگاری ہین / مسافر جا چکا لیکن ہے اوس کا نقش پا باقی

عروس دہر زال زشت منظر ہو گئی ایسی / کہ جس مین دلربائی کی نہین کوئی ادا باقی

وہ بوٹا سا قد رعنا کہ عالم جس پہ مفتون تھا / خمیدہ ہوتے ہوتے رہگئی پشت دوتا باقی

تغیر آگیا نقش و نگار حسن مین یکسر / نہ وہ رنگ حنا قائم نہ چشم سرمہ سا باقی

ملادی خاک مین پیری نے سب رونق جوانی کی / نہ رنگت مین ضیا باقی نہ چہرے مین صفا باقی

کہاں کی قوم کیسی خیر خواہی کس کی ہمدردی — کہ لوگوں میں نہیں ہے اب تو پاس اقربا باقی

کچھ ایسی اجنبیت ان دنوں میں آ کے پھیلی ہے — نہیں گویا کہیں کوئی کسی کا آشنا باقی

بٹھا رکھا ہے آزادی نے وہ سکہ کہ لوگوں میں — نہ قانون ادب نافذ نہ آئین حیا باقی

وہی طرزوں میں ہے طرز پسندیدہ جو رہجائے — بروئے شیوۂ دع ماکدر خذ ماصفا باقی

یہ معیار لیاقت ہے خدا شرمائے ہم سب کو — ق — کہیں سے ہے ابھی اگر علم و ہنر تھوڑا ذرا باقی

کہ دار العلم دہلی میں فضیلت اس کو کہتے ہیں — کہ میری طرح کے چند اور ہیں حرف آشنا باقی

مسلماں ہیں مگر صرف از برائے نام کہنے کو — ق — کہ جیسے ذات کا ہے امتیاز و تفرقہ باقی

وگرنہ دینداری بس حقیقت اوسکی اتنی ہے — کہ ہم جیسے گنہگاروں کا ہے پردہ ڈھکا باقی

یہ سارے کھیل ہیں دنیا میں دولت کے تمول کے — مرا بہتر ہے وہ جس کے نہیں پلے ٹکا باقی

ہماری قوم کو افلاس نے اس طرح گھیرا ہے — کہ فی صد ایک کچھ خوش ہے تو محتاج و گدا باقی

کسی کے کام آئیں یا کسی کو نفع پہونچائیں — ق — جو ہوتے آج کو ایسے نفوس اولیا باقی

تو کیوں اکثر مسلمانوں کی حالت یوں بدی ہوتی — کہ گھر میں سر پہ بی بی کے نہیں ثابت ردا باقی

مسلمانوں کو ایسا تنگ پکڑا ہے زمانہ نے — نہ مر رہنے کی گنجائش نہ جینے کی جگہ باقی

اسی کو ہم بڑی دولت بڑی حشمت سمجھتے ہیں — کہ مسجد میں ابھی ہے بوریا ٹوٹا پھٹا باقی

لیے جاتے ہیں ہم سب کو گھسیٹے قعر نکبت میں — اب ایسے رہ گئے ہیں مولوی اور پیشوا باقی

پڑھاتے ہیں سبق تحصیل حاصل زہد کا جب یاں — ہزاروں سے نہیں ہے ایک میں سیر و غنا باقی

لڑے مرتے ہیں ادنیٰ بات پر انجام جو کچھ ہو — مزاجوں میں نہیں برداشت کا مطلق پتا باقی

زمین وآسمان کو اپنا دشمن کر لیا لڑ کر — ہر اک کے ساتھ ہے کوئی نہ کوئی خرخشہ باقی
غرض دنیا و دین کے سب فضائل منسخ ہو کر — رہا ہے ایک تعصب ناسزا سب ناروا باقی
ق
وہ بیمار قریب مرگ ہے اسلام واویلا — مسیحا کو نہین ہے جس کی امید شفا باقی
مسیحا کون سید کا عصے سب مین کہتا ہون — صد وسی سال اس کو اور رکھیو اے خدا باقی
بھلا ہے یا برا یہ جانے اور اس کا خدا جانے — مگر ہے کوئی اس کی شان کا اسکے سوا باقی
عقائد مین کسی کے دخل دینے کی ضرورت کیا — قیامت کو بھی رہنے دو گے کوئی فیصلا باقی
یہی اک فرد اکمل ہے کہ جس کو دیکھکر جانا — ہماری ناؤ کا بارے ہے اب تک ناخدا باقی
جزاک اللہ خیراً قوم کی اصلاح حالت مین — دقیقہ ایک بھی تو نے نہین رکھا اوٹھا باقی
خدا نے تجھکو پہونچایا ہے اون اعلی مراتب پر — فزون تر جن سے اب کوئی نہین ہے مرتبہ باقی
طریق مختصر پر گر ترے القاب لکھا ہون — تو مشکل ہے کہ ابجد مین رہے حرف ہجا باقی
مگر معلوم ہے تجھکو مسرت کچھ نہین اس کی — کہ تو ہے دردمند قوم اور تیرا گلہ باقی
محال عقل ہے تجھکو ہوا اس دنیا فانی مین — سوائے قوم کوئی آرزو یا التجا باقی
نہ ہو بیدل اور اپنی سی کیے جا صرف ہمت سے — کہ سب کے سر پہ اب تو ہی ہے اک بوڑھا بڑا باقی
اگر انعام کی تجھکو توقع ہے تو یاد رکھ — خدا کے پاس ہے تیری جزا تیرا صلہ باقی
تجھے رو دیگی سر پر ہاتھ رکھکے قوم بدقسمت — کہ اوس کو دیکھ لیگا جو کوئی جیتا رہا باقی
نہ ہووین کارگر گر لاکھ تدبیرین تو کیا پرواہ — ابھی سب سے بڑی بھاری ہے تدبیر دعا باقی
تصور مین پکڑ کر اپنے نانا جان کا دامن — خدا سے غرض کر یا قاضی الحاجات یا باقی

تباہی چھا رہی ہے تیرے پیغمبر کی امت پر
بجز تیرے کرم کے اب نہین کچھ آسرا باقی

مسلمانون کو ہمت قرن اول کی عطا فرما
وقار عزت اسلام تا روز جزا باقی

ذرا ٹھہرای طبیعت کس بلا کی تیری آمد ہے
کوئی حد بھی ہے اس باقی کی آخر تا کجا باقی

یہ جو کچھ سن چکے ہو اب تلک تمہید مطلب تھی
ابھی ہے نثر مین لہ کہنے کو اصل مدعا باقی

لہ پورا لکچر مولانا کا مطبع انصاری دہلی مین چھپ گیا ہے۔

وبالخیر تمت

نظم

مولانا مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب حالی

متعلقہ اجلاس ہفتم محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

۱۸۹۲ء

یہ خاک۔ آج جس پر ہین جمع اہل آرا — یہان ہو چکے کرشمے کیا کیا ہین آشکارا
اس باغ مین بہارین جو جو گذر چکی ہین — آنکھون کے روبرو ہے گویا سمان وہ سارا
کل جشن فتح تھا یہان ہے آج جشن شادی — ہردم عروج پر ہے اسلام کا ستارا
بلبن کے آج مہمان خاقان ہین اور سلاطین — اِک طرفہ ہے کہ دلّی لبلبن ہے یا کہ دارا
فیروز شہ کی ہے کل ٹھٹھے سے آمد آمد — دولہا بنا ہوا ہے تزئین سے شہر سارا
تغلق کا آج لشکر تیمور کے مقابل — بہر مدافعت ہے میدان مین صف آرا
مغلون کے اڑ رہے ہین کل جشن فتح و نصرت — تیمور نے زمانہ ہے بر سر مدارا
آتا ہے آج بابر لودی پہ فتح پا کر — ہین شوق شاہ نو مین پیر و جوان خودآرا
کل سوریون مین ہر سو بجتے ہین شادیانے — مغلون کا آرہا ہے گردش مین کچھ ستارا
ہے جشن فتح پھر آج چغتائیون مین برپا — اقبال نے ہے گویا مغلون سے قول ہارا

جس دھوم سے ہے گھر گھر جشن جلوس اکبر — ہے گرد اوس کے آگے جشن قباد و دارا
شاہ جہان خوشی سے پھولا نہین سماتا — تعمیر ہو چکے ہین شہر و فصیل و بارہ
طیاری اس خوشی مین جشن عظیم کی ہے — گویا کہ ہے جہان مین جشن سدۂ[له] دوبارا
اطراف ہند سے ہین اعیان ملک آئے — پا کر حضور شہ سے سب جشن کا اشارا
ارکان سلطنت ہین سب پای تخت حاضر — بالای تخت طاؤس ہے شاہ جلوہ آرا

وہ جشن کرنے والے گو خاک مین نہان ہین
پر جشن اونکے ابتک سب زیب داستان ہین

ای خاک پاک دہلی ای تخت گاہ شاہان — پیش نظر ہین تیرے سب اگلے ساز و سامان
ہنگامے اس زمین پر لاکھون ہین گرم ہر سو — پر کوئی جشن قومی آتا نہین نظر یہان
تقریب جشن جس مین ہو کچھ نہ جز اخوت — ملکون سے جمع آکر جسمین ہوئے ہون اخوان
پائین و صدر کا ہو جس مین نہ کچھ تفاوت — خرد و بزرگ کی ہو جسمین نشست یکسان
جن کو نہ ہو بلاوا حاکم کا اور نہ قدغن — لایا ہو کھینچکر دل اون کو۔ نہ حکم سلطان
خادم ہون جس قدر وہان مخدوم قوم کے ہون — مخدوم جتنے ہون وہان سب قوم پر ہون قربان
خاطر کسی سے چاہے کوئی نہ وہان تواضع — ہون خود ہی میزبان وہ اور خود ہی ہون مہمان
ٹھہرائین جس کو چاہین وہ آپ میر مجلس — چاہین جنھین بنائین وہ آپ میر سامان

له سدہ آگ کو کہتے ہین جشن سدہ وہ جشن ہے جس کی نسبت لکھا جاتا ہے کہ دنیا مین سب سے اول جمشید نے پتھر مین سے آگ نکلنے کی خوشی مین بڑی دھوم دھام سے ایران مین کیا تھا ۱۲ منہ

آئے ہون اس غرض سے سب ملکے تاکہ سوچین
دنیا مین کس طرح ہون سرسبز پھر مسلمان

ہندوستان مین کیونکر باقی رہے نشانی
اوس قوم کی کہ تھا کل جن کے وہ زیر فرمان

نکلین تو کیونکہ نکلین ذلت سے وہ گھر اپنے
اعزاز سے تھا باندھا جنکے بڑون سے پیمان

اون مدرسون کا کیونکر جاری رہے افاضہ
جنکے سبب سے زندہ نام حدیث و قرآن

جو مسجدین ہین بھر ذکر خدا سے واحد
محفوظ حادثون سے کیونکر ہون اونکے ارکان

جو کچھ ہے بھائیون کی تقدیر مین وہ سر پر
اپنی طرف سے لیکن ہے سعی فرض انسان

ای شہ نشین اسلام اے معدن سلاطین
ای پای تخت سادات ای دار ملک سلطان

تو جشنگاہ شاہان ہر عہد مین رہا ہے
ایسا بھی جشن کوئی تجھ مین کبھی ہوا ہے؟

شاہون کے جشن تھے وہ یہ جشن قوم کا ہے
شوکت مین وہ بڑے تھے عظمت مین یہ بڑا ہے

دولت کے تھے وہ جلوے ملت کا ہے یہ نقشہ
کاغذ کی تھین وہ ناوین بیڑا یہ نوح کا ہے

بے روح تھے وہ قالب ہے اس مین روح خوشی
موج سراب تھے وہ یہ چشمۂ بقا ہے

میلے نہ وہ کبھی مٹے روح اون مین گر یہ ہوتی
رہتا ہے آندھیون مین روشن یہ وہ دیا ہے

وہ دن گئے کہ نازان تھی قوم سلطنت پر
اب قوم کو خدا کا یا اپنا آسرا ہے

بس سلطنت یہی ہے مل بیٹھنا ہمارا
یہ جمعیت نہ سمجھو سر پر یہ سایۂ ہما ہے

گم گشتہ بخت جسکو پھرتے ہین ڈھونڈتے ہم
لگتا ہے کچھ تو اوس کا لگتا یہین پتا ہے

وہ مشکلین کرینگے اب حل یہین تمہین کچھ
جن مشکلون کا ہم کو اور تم کو سامنا ہے

ہم مین اگر مخالف کچھ ہون اس انجمن کے
فوج کمک کو اکثر سمجھا ہے فوج دشمن
نادم ہوئے ہین لیکن روشن ہوا ہے جب دن
قدر ایسی مجلسون کی مدت مین ہوگی ہمکو
ہوتی ہے قدر ان کی بنتی ہے جان پر جب
گو سب جہاز والے خطرے سے بیخبر ہین

معذور ہین وہ اون سے شکوہ نہ کچھ گلا ہے
حملہ کمک پہ اپنی اپنون نے خود کیا ہے
انسان سے یہ ہمیشہ ہوتی رہی خطا ہے
ابتک ضرورتون نے مضطر نہین کیا ہے
لاتے ہین تب یہ ناو مین جب بیڑا ڈوبتا ہے
پر رنگ ناخدا کا کچھ فق سا ہو رہا ہے

آفات بحر سے ہین ناواقف آشنا سب
ہنستے ہین ناخدا پر روتا ہے ناخدا جب

گلشن مین فصل گل کے مٹ چکے نشان ہین
طاؤس و کبک خوش خوش گلشن مین ہین خرامان
غفلت کی چھا رہی ہے کچھ قوم پر گھٹا سی
اتراتے ہین سلف پر اور آپ ناخلف ہین
فضل و کمال اونکے کچھ تم مین ہون تو جانین
کھیتون کو دے لو پانی اب بہ رہی ہے گنگا
تمسے تھمے تو تھامو عزت کو قوم کی کچھ
اک خضر رہ نے رستہ سیدھا بتا دیا ہے
خدمت مین اون کی حالی کہتا ہے یہ ادب سے

پر چین سے عنادل گلشن مین نغمہ خوان ہین
اور بیٹھے ہاتھ ملتے گلچین و باغبان ہین
بے فکر و بے خبر ہین بوڑھے ہین یا جوان ہین
رستہ کدھر ہے ان کا اور جا رہے کہان ہین
گر یہ نہین تو بابا وہ سب کہانیان ہین
کچھ کر لو نوجوانو اٹھتی جوانیان ہین
اپنے تو قافلے سب پا در رکاب بیہان ہین
رستے پہ دیکھین چلتے اب کتنے کاروان ہین
اس وقت رونق افزا یہان جتنے مہربان ہین

دنیا مین گر ہے رہنا تو آپ کو سنبھالو ۔۔۔ ورنہ بگڑنے کے یان آثار سب عیان ہین
عرصہ ہوا کہ ہم کو آنکھین دکھا رہے ہین ۔۔۔ قدرت کے قاعدے جو دنیا پہ حکمران ہین
جو اپنے ضعف کا کچھ کرتین نہین تدارک ۔۔۔ قومین وہ چند روزہ دنیا مین مہمان ہین
گھڑیال اور مگرمچھ ہین اون کو نگلے جاتے ۔۔۔ دریا مین مچھلیان جو کمزور و ناتوان ہین
سنبھلو۔ وگرنہ رہنا یان اس طرح پڑیگا ۔۔۔ بھیل اور گونڈ جیسے گمنام و بے نشان ہین

یہ غفلتین مبادا اب روز بد دکھائین
دُہندلے سے کچھ نشان ہی رہے کہ مٹ نہ جائین

تمت بالخیر